© rasailojaraid.com

جدید سائنسی آلات وسراغی کتوں کے ذریعے جرم ثابت کرنے کا شرعی جائزہ

تحقیق وتخریج

متخصصین فی الفقہ والافتاء

جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان

ذیلی عنوانات:

نمبر شمار	نام عنوان	نمبر شمار	نام عنوان
(۱)	قرائن کی بنیاد پر فیصلہ قرآن حکیم کی رو سے۔	(۲)	قرائن کی بنیاد فیصلہ حدیث کی رو سے۔
(۳)	قرائن کی بنیاد پر فیصلہ فقہاء کی نظر میں۔	(۴)	حدود میں قرائن کی شرعی حیثیت۔
(۵)	عصر حاضر میں قرائنی شہادت کی اہمیت۔	(۶)	ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعے قرائنی شہادت اور اسکی شرعی حیثیت۔
(۷)	فنگر پرنٹس کے ذریعے قرائنی شہادت۔	(۸)	سراغی کتوں کے ذریعے قرائنی شہادت۔

عصر حاضر میں واقعات کی صحت اور شہادتوں کی جانچ پڑتال کیلئے جن ذرائع وسائل کا ایجاد ہوگا اثبات حق اور قیام عدل کیلئے ان سے استفادہ بہت ضروری ہے اسلام میں قرائن قاطعۂ یا دلالت حال کو بڑی اہمیت حاصل ہے چنانچہ فقہاء نے ان کی تعریف اسطرح کی ہے۔

"القرینة القاطعة هی الاما رۃالبالغة حدا لیقین شرح المجلة"

یعنی قرینہ قاطعہ ایسی نشانی یا علامت کو کہتے ہے جو حد یقین تک پہنچنے والی ہو۔ جدید دور میں سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے قرائن میں بڑی وسعت پیدا ہوئی مثلاً DNA ٹیسٹ، فنگر پرنٹس، سراغی کتے، جدید میڈیکل آلات اور اسی طرح ویڈیو کیسٹس وغیرہ کے ذریعے تصاویر اور آوازیں کی شہادت میں انتہائی موثر کردار ادا کرتی ہے۔ اب اس مسئلہ کا قرآن وحدیث اور فقہاء ومجتہدین کے آراء کی روشنی میں جائزہ لینا ضروری ہے۔ کہ کیا قرآن وسنت میں قرائن کی شہادت کو تسلیم کیا گیا ہے یا نہیں؟

اور اس سلسلے میں فقہاء حضرات کیا فرماتے ہیں موجودہ دور میں سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے قرائن میں جو اضافہ ہوا ہے کیا ان کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کی گنجائش شریعت میں موجود ہے یا نہیں؟ اور عینی شہادت میسر نہ ہونے کی صورت میں محض قرائن کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاسکتا ہے؟

یہ سوالات اہل علم ومحقق حضرات کے لئے انتہائی اہم اور غور طلب ہے۔ آئے اس مسئلہ کے لئے ہم قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جائزہ لیں۔

قرائنی شہادت اور اسلام:

جدید سائنسی آلات فنگر پرنٹس DNA ٹیسٹ اور میڈیکل آلات سے جرم ثابت کرنے کا شرعی جائزہ:

واضح رہے کہ جدید سائنسی آلات جیسے DNA ٹیسٹ فنگر پرنٹس سراغی کتے اور اس قسم کے جدید میڈیکل آلات سے اگر چہ حدود کی بنیاد قطع اور یقین پر ہے اور معمولی شہادت سے حدود ختم ہو جاتے ہیں تاہم ان سے مدد و معاون کا کام لیکر شواہد کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔اور قاضی کیلئے جائز ہے کہ شہادت و قرائن کیوجہ سے کسی کو تعزیر لگائے کیونکہ تعزیر کی بنیاد شبہات پر ہے۔قرائن اور نشانات و امارات سے پیدا ہونے والے مسائل فقہ حنفی میں کثیر مقدار میں موجود ہے چنانچہ قرآن پاک میں باری تعالیٰ فرماتے ہیں۔(وجاؤا علی قمیصہ بدم کذب)سورۃ یوسف الایۃ:۱۸ . عبدالمنعم بن اغرس فرماتے تھے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی جب ان کا قمیص خون آلودہ کر کے لائے اور یعقوب علیہ السلام کو دکھایا تو یعقوب علیہ السلام نے جب بغیر چیر پھاڑ کے صحیح سلامت پایا تو فرمانے لگے بھیڑیا اتنی حکیم اور دانا کیسے ہوئی کہ یوسفؑ علیہ السلام کے بھائیوں نے قمیص کو خون آلودہ کر کے اپنی سچائی کیلئے علامت بنائی۔اور اللہ پاک نے ان کے جھوٹ ثابت کرنے کیلئے قمیص کی صحیح سلامتی کو علامت بنایا۔کیونکہ بھیڑیے کیلئے یہ کیسے ممکن ہے کہ یوسف علیہ السلام کو کھا جائے اور قمیص صحیح وسلامت ہو اور تمام مفسرین اس بات پر متفق ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے ان کے جھوٹ ثابت کرنے کیلئے قمیص کی سلامتی سے استدلال کیا تو جواب میں فرمایا۔(بل سولت لکم انفسکم امرا)یوسف ۱۸)

قرآن پاک میں دوسری جگہ باری فرماتے ہے(سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود)سورۃ حجرات الایۃ ۲۹ مفسرین فرماتے ہیں کہ سیما سے مراد وہ حال ہے جو انسان پر ظاہر ہوتا ہے۔حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے قرائن کی وجہ سے قسامۃ کا حکم فرمایا ہے کہ اگر ایک محلے میں مردہ شخص پایا گیا۔اور ان پر تشدد اور زخموں کے علامات موجود ہوں تو مقتول کے وارثین کیلئے جائز ہے کہ وہ اس محلے سے پچاس آدمیوں سے قسم لینے کیلئے منتخب کریں اور اہلِ محلّہ ایسا قسم کھائیں گے کہ ہم نے نہ تو قتل کیا ہے اور نہ ہمیں قاتل معلوم ہے دلیل کے طور پر ھندیہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔(ازواجہ فی محلۃ قوم وادّعی ولی القتیل علی جمیع أھل فانہ یحلف خمسون رجلامنھم کل باالله ماقتلتہ ولا علمت ماقاتلا...الی اخرۃ ھندیہ ج۶ ص۷۷)

مکتبہ رشدیہ معین الحکام میں ایسے بہت سے مسائل ذکر کئے گئے ہیں جس کا حکم قرائن اور دلالتِ حال سے ثابت ہے۔چنانچہ فرماتے ہے۔

مسئلہ نمبرا:۔اگر زید ایک گھر سے دوڑتا ہوا اس حال میں نکل جائے کہ وہ حواس باختہ ہو اور خون آلود خنجر ان کے ہاتھ میں ہو۔تو اگر ذبح شدہ شخص اس گھر میں مل جائے تو ان کا قاتل زید ہی ہوگا کیونکہ ظاہر حال اس پر دلالت کر رہا ہے۔چنانچہ یہ نہ کہنا کہ اس نے خودکشی کر لی ہوگی یا قاتل دیوار پھلانگ کر نکلا ہوگا کیونکہ یہ توھمات بعیدہ ہے اور ظاہر حال ان توھمات کی تکذیب کر رہی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسرا مسئلہ:۔قاضی کیلئے ضروری ہے کہ اگر قرائن باہم متعارض ہوتو جانب ترجیح کو اختیار کرلے۔اب دونوں مسئلوں کی عبارت ملاحظہ فرمالیں۔

مسئلہ نمبرایک کی عبارت:۔اذا خرج احد من دار خالیہ خائفامدھوشا فی یدہ سکین ملوثۃ بالدم فدخل فی الدارورؤی فیھا شخص مذبوح فی ذالک الوقت فلا یشتبہ فی کونہ قاتل ذالک الشخص ولا یلتفت الیٰ الاحتملات الوھمیۃفاالقول بانہ ذبح اخر ثم تسور الحائط أ وانہ ذبح نفسہ احتمال بعید لایلتفت الیہ اذلم ینشأ عن دلیل (شرح المجلۃ ۳۹)

مسئلہ نمبر۲ کی عبارت:۔وفی معین الحکام قال بعض العلماء علی الناظر ان یلحظ الامارات والعلامات اذاقارضت فما ترجیح منھا قضیٰ بجانب الترجیح.وھو قوۃ التھمۃولا خلاف فی الحکم بھا(شرح المجلۃ ۳۹)

مسئلہ نمبر۳:۔فقہاء نے ظاہر حال اور قرائن کی بناء پر خاوند کیلئے اس عورت کیساتھ جماع کو جائز قرار دیا ہے جس نے شب زفاف ان کے نام کی ہے اگر چہ دو عادل مردوں نے یہ گواہی نہیں دی ہے کہ فلانہ بنت فلان ہے جس کے ساتھ ان کا عقد نکاح ہوا ہے۔

چوتھا مسئلہ:۔قدیم زمانے سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ لوگ کسی کے گھر میں داخل ہوتے وقت بچوں کی اجازت پر بھی اکتفا کرتے ہیں ظاہری قرائن کو بنیاد بنا کر۔مسئلہ نمبر۳،۴ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

قالوا یجوز وطئی الرجل المرأۃ اذا اھدیت الیہ لیلۃ الزفاف وان لم یشھد عندہ عدلان من الرجال ان ھذہ فلانۃ بنت فلان التی عقدت علیھا اعتماداًعلی القرائن الظاھرۃالمنزلۃمنزلۃالشھادۃ .(شرح المجلۃ ۳۹۱)

ان الناس قدیماوحدیث یعتبرون اذا لصبیان فی الدخول الی المنزل(شرح المجلۃ ۳۹۱)

پانچواں مسئلہ:۔مہمان میزبان کے گھر میں کھاتا پیتا ہے اوران کا تکیہ استعمال کرتا ہے بغیر اجازت کے حالانکہ کوئی بھی ان کو متصرف فی ملک الغیر نہیں کہتا کیونکہ ظاہری قرائن سے مالک کی اجازت کا پتہ چلتا ہے عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

ان الضیف یشرب کوز صاحب البیت ویتکئی علی وسادتہ ویقضی حاجتہ فی مر حاضہ من غیرا ستیذان ولا یعد ذالک متعرفافی ملکہ بغیر اذنہ(شرح المجلہ)

چھٹا مسئلہ:۔لقطہ اٹھانا جائز ہے جب اسکا مالک معلوم نہ ہوں اوروہ کمتر سمجھی جاتی ہو ظاہری قرائن سے استدلال کرکے کیونکہ کم قیمت اشیاء لوگ چھوڑ دیتے ہے جواز اخذمالیسقط اذا لم یعرف صاحبہ مما لا یتبعہ الانسان کالفلس والثمراۃ والعصاالتافھۃ الثمن ونحو ذالک.(شرح المجلۃ)

ساتواں مسئلہ:۔باغوں میں گرے ہوئے پھل اور بیج دانے اٹھانا جائز ہے جسکے مالک یہاں سے منتقل ہوچکے ہوں عبارت ملاحظہ فرمائیں

جوزا خذ ما یبقی فی الحوا ئط ولا قرحۃ من اثما رۃ والحب بعد انتقال اھلہ عنہ(العینا)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اٹھواں مسئلہ:۔ فصل کاٹنے کے بعد گرنے والے دانے اٹھانا جائز ہے جس کے مالک پروانہیں کرتے عبارت ملاحظہ ہو۔

جواز اخذ ا ما یسقط من الحب عند الحصاد وما لا یعتمی صاحب الزرع بلقطه (شرح المجله)

نواں مسئلہ:۔ مہمان کیلئے جائز ہے کہ وہ میزبان کے لائے ہوئے کھانے پر بسم اللہ کرے اگر چہ میزبان نے لفظاً اجازت نہ دی ہوں جبکہ یہ معلوم ہوں کہ کھانا ان کیلئے لایا گیا ہے اور وہاں پر کوئی غائب شخص نہیں ہے جسکا انتظار کیا جائے کیونکہ ظاہری حال سے میزبان کی اجازت معلوم ہورہی ہے۔عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

دسواں مسئلہ:۔ **نبی علیه الصلاة والسلام** نے پھلوں کے باغ پر گزرنے والے کے لئے اجازت دی ہے۔ کہ وہ باغ میں سے پھل خود کھالے لیکن گھر لے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔عبارت ملاحظہ ہوں۔**أنه صلی الله علیه وسلم جوز یلمارٍ بتمر الغیر أن یأکل من ثمر ولا یحمل منه شیئاً . (شرح المجلة ۵/۳۹۲)**

گیارھواں مسئلہ:۔ ایسے کھیتوں میں نماز پڑھنا اور قضاء حاجت کرنا جائز ہے جس میں راستے ہوں اور داخل ہونے والوں پر کوئی پابندی نہ ہوا گر چہ مالک نے لفظاً اجازت نہ دی ہو۔

اور یہ تصرف نہ تو غصب تصور کی جائے گی اور نہ ممنوع ہوگی۔عبارت ملاحظہ ہوں۔ **ومنها جواز قضاء الحاجة فی الا قرحة والمزارع التی فیها الطرقات العظام بحیث لا ینقطع منها الما رة وکذالک الصلوٰة فیها وان کانت معلومة ولایکون غصبا لها ولا تصرفاً ممنوعاً .(شرح المجلة ج ۵/ص ۳۹۲)**

بارھواں مسئلہ:۔ شاہراہوں میں واقع ہونے والے سبیلوں سے پانی پینا جائز ہے۔ اگر چہ مالک کی لفظاً اجازت معلوم نہ ہوں ظاہری قرائن پر اعتماد کرتے ہوئے۔ لیکن ان سے وضوء کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اگر وضو خانہ موجود نہ ہو۔ اب عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ **ویجوز الشرب من المصانع الموضوعة علی الطرقات وان لم یعلم الشاربِ اِذن أربابها فی ذلک لفظاً اعتماد أعلی دلالة الحال ولکن لا یتو ضأ منها لان العرف لا یقتضیه الا ان یکون شاهد حال هناک یقتضیٰ ذالک فلا بأس باالو ضوء منه حینئذٍ . (شرح المجلة ج ۵ ص ۳۹۲)**

تیرھواں مسئلہ:۔ دابہ مستاجرہ کو ضرب معتاد دینا جائز ہے۔ جبکہ وہ چلنے پھرنے میں کوتاہی بھرت رہی ہوا گر چہ مالک نے لفظاً اجازت نہ دی ہوں۔ **اذا استأجر دابة جازله ضر بها اذا قصرت فی السیر أی الضرب المعتا دوان لم یستأذن مالکها. شرح المجلة ۵ ص ۳۹۲)**

چودھواں مسئلہ:۔ مستأجر کے لئے جائز ہے کہ وہ کرایہ کے مکان میں اپنے مہمانوں اور دوست واحباب کو داخل ہونے کی اجازت دیدیں۔ اگر چہ عقد اجارہ کے وقت یہ بات طے نہ کی گئی ہوں۔ عبارت ذیل میں ہے۔ **جواز أذن المستأجر للدار لا ضیافه واصحابه فی الدخول والمبیت وان لم یتضمن ذالک عقد الاجارة. (شرح المجلة ۵/ ۳۹۲)**

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پندرھواں مسئلہ:۔ مستأجر کے لئے جائز ہے کہ وہ میلے کچیلے کپڑوں کو دھولیں اگر چہ مالک نے لفظاً اجازت نہ دی ہوں۔ عبارت ملاحظہ ہو۔ ويجوز للمستأجر أن يغسل الثوب المؤجرة اذا اِتسخ وان لم يستأذن الموجر في ذلك. (شرح المجلة ۵/ ۳۹۲)

سولواں مسئلہ:۔ ایسا مذبوحہ جانور جس پر ھدیہ ہونے کی علامت موجود ہو۔ (جیسے اشعار یا قلادہ) اُن سے کھانا جائز ہے۔ اگر چہ مالک وہاں پر موجود نہ ہو۔ عبارت ملاحظہ فرمائے۔ اذا وجد هدياً مشعراً منحوراً وليس عنده احد جاز الاكل منه للقرينة الظاهرة. (شرح المجلة ج ۵/ ۳۹۲)

سترھواں مسئلہ:۔ اگر خاوند اور بیوی گھر کے سامان میں باہم تنازع کریں۔ تو جو سامان عورتوں سے متعلق ہوں وہ بیوی کا ہو جائے گا اور جو سامان مردوں سے مناسب ہوں وہ خاوند کا ہو جائے گا۔ اذا تنازع الزوجان في متاع البيت فان للرجل ما يعرف للرجال وللمرأة مايعرف للنساء. (شرح المجلة ۵/ ۳۹۳)

اٹھارھواں مسئلہ:۔ باکرہ کی سکوت قرینہ ہے اُن کا نکاح پر راضی ہونے کے لئے عبارت ملاحظہ فرمایئے۔ معرفة رضا البكر بصمتها اعتماداً على القرينة الشاهدة بذالک. (شرح المجلة ۵/ ۳۹۳)

انیسواں مسئلہ:۔ اگر شرابی نے شراب کی قئے کی یا اُن کے منہ سے شراب کی بو آئی تو اُن پر حد جاری کیا جائے گا۔ ظاہری قرائن کو بنیاد بنا کر۔ عبارت ملاحظہ فرمائے۔ (وجوب الحد على من وجدت منه رائحة) أو قاءها. (شرح المجلة ۵/ ۳۹۳)

بیسواں مسئلہ:۔ بیع التعاطی کا جائز ہونا ہے اگر چہ بائع اور مشتری نے منہ سے کوئی لفظ بھی نہ نکالا ہے۔ کیونکہ ظاہری قرائن سے دونوں کی رضا معلوم ہوتی ہے۔ اب عبارت ملاحظہ ہو۔ انعقاد التبايع بالمعاطاة من غير لفظٍ اكتفاء بالقرائن والامارات الدالة على الرضاء. (شرح المجلة ۵/ ۳۹۴)

اکیسواں مسئلہ:۔ اگر کسی عورت نے زنا بالجبر کا دعویٰ کیا اور ظاہری قرائن سے اُن کے مجبور کرنے کے علامات موجود ہو جیسے اُن کا چیخنا چلانا یا اُن کے کپڑے پھٹ جانا تو مذکورہ عورت کو حد لگا یا جائیگا۔ اور مرد نے اگر اقرار کر لیا یا اُن پر چار گواہوں کو پیش کیا تو اگر محصن ہو تو رجم کیا جائیگا اور غیر محصن ہونے کی صورت میں سو کوڑے مارا جائیگا۔ عبارت ملاحظہ فرمایئے۔ دعوى المرأة الاستكراه في الزنا وهي متعلقة بالمدعى عليه أوبها اثراً وامارة كالصياخ وشبه ذالک فان ذالک قرينة يُدرأ عنها الحد لأ جلها الى غير ذالک من القرائن القاطعة. (شرح المجلة ۵/ ۳۹۴)

اسی طرح اور بھی بہت سے مسائل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ جن پر ظاہری قرائن کی وجہ سے حکم لگایا گیا ہے۔ اور ظاہر قرائن کو مدار حکم ٹھہرایا گیا ہے۔ تاہم ظاہری قرائن اور جدید میڈیکل، سائنسی الات سے جرم ثابت ہونے کی صورت میں حد جاری نہیں کیا جاسکتا کیونکہ حدود کی بناء قطع اور یقین پر ہے۔ اور معمولی شبہات سے حدود ساقط کئے جاتے ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے الحدیث:۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(الحدود تندریٔ باالشبہات) کتاب الحدود) لیکن جدید سائنسی آلات ڈی این اے ٹیسٹ ،فنگر پرنٹس، سراغی کتے اور میڈیکل آلات سے جرم ثابت ہونے کی صورت میں مجرم کوتعزیری سزادی جاسکتی ہے۔اس لئے کہ حدود شبہات سے ساقط ہوتے ہے اورتعزیرشبہات سے واجب ہوتا ہے۔جیسا کہ علامہ شامیؒ باب التعزیر میں فرماتے ہیں۔(أن الحد یدرُ ابالشبہات وُالتعزیر یجب معھا).(ردالمحتار ج۳ /۱۹۴)

اورتعزیرامام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے لگائے جاسکتے ہے اس لئے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ :من بلغ حدا فی غیر الحد فھو من المعتدین.

اور چونکہ غلام کی حد چالیس کوڑے ہے لہٰذا حد کی مقدار سے بچنے کے لئے ایک کوڑا کم کردیا جائیگا۔اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ظاہرالروایۃ میں زیادہ سے زیادہ پچھتر کوڑے لگائے جائینگے۔لیکن علامہ شامی فرماتے ہے کہ فقہ کی عام متون میں طرفین کا قول لیا گیا ہے جس سے طرفین کے قول کا راجح ہونا معلوم ہوتا ہے اور حافظ جمال الدین الزیلعی فرماتے ہے کہ تعزیر مفوض ہے امام کی رائے پر لہٰذا امام جتنا سزادینا چاہیے دیا جاسکتا ہے۔جیسے جبس ،اور ملک بدری یا مجرم کا منہ کالا کرکے لوگوں کے مبین پھیرانا یعنی جس طرح قاضی مناسب سمجھے اُسی طرح سزادیا جاسکتا ہے کیونکہ مجرم کے چار مراتب ہے۔

(1)معزز افرد کی تعزیر جیسے علماء ومفتیان :۔تو ان لوگوں کی تعزیر یہ ہے قاضی یہ کہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم اس طرح کرتے ہوں۔تو ان لوگوں کی تعزیر ہے۔

گاؤں کے چوھریوں اور تاجروں کی تعزیر یہ ہے کہ پولیس ان کو گرفتار کرکے مقدمہ کیلئے قاضی کے سامنے پیش کریں۔اور درمیانہ مرتبہ کے لوگوں کی تعزیر یہ ہے کہ ان کو قید میں ڈال دیا جائیگا۔اور عام لوگوں کی تعزیر یہ ہے کہ ان کو مذکورہ تمام سزائیں دی جائیگی جیسا کہ علامہ شامی ردالمحتار میں ارقام فرماتے ہے۔تعزیر اشراف الاشراف وھم العلماء والعلویة بالاعلام بان یقول القاضی بلغنی انک تفعل کذافیز جربہ و تعزیر الاشراف وھم لنحوالدھا قین باالاعلام والجر الی باب القاضی والخصومة فی ذلک وتعزیر الاوساط وھم سوقة باالجر والجس تعزیر الاخساء لھذا کلہ وبالضرب (ردالمحتار ج ۳/۵/۱۹۵)بـاب التعزیر لہٰذا قاضی کو چاہیئے کہ وہ جرم کی نوعیب کو دیکھے اگر جرم شدید نوعیب کی ہو تو قاضی کو چاہیئے کہ سزا تجویز فرمائے اور معمولی نوعیت کے جرم میں معمولی سزا تجویز کرے اور اس طرح مجرموں کے مراتب کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کیونکہ شریف لوگ صرف کرنے سے بھی باز آجاتے ہے اور فساق وفجار مار پیٹ سے بھی باز نہیں آتے لہٰذا فساق وفجار کو دو، تین سزائیں جمع بھی کئے جاسکتے ہے۔

عصر حاضر میں قرائینی شہادت کی اہمیت اور ان کی شرعی حثیت قرآن حکیم احادیث نبوی اور فقہاء کی اراء سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں امارات وقرائن میں بہت وسعت پیدا ہوگی اور واقعات کی صحت شہادتوں کی جانچ پڑتال ثبوت دعوی میں ان کی اہمیت بہت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بڑھ گئی ہے اسلیئے شریعت کی روشنی نیں آج کے دور میں ان سے استفادہ کرنا بہت ضروری ہے تاکہ حقوق کا تحفظ اور جرائم کا انسداد ممکن ہو سکے۔ بالجبر کے معاملے میں ایسے چار گواہوں کا ملنا ممکن نہیں جو تزکیۃ الشھود پر پورا اترتے ہو اور عدالت میں گواہی دینے پر بھی آمادہ ہوں کیونکہ اج کے اس دور میں گواہ عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہے اور انہیں حکومت کی طرف سے کسی قسم کا تحفظ فراہم نہیں ہوتا اور بعض اوقات گواہی بدلنے میں جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہے اس لئے گواہی دینے سے عموماً اختراز کیا جاتا ہے۔ تو ایسی مشکل صورتحال میں سائنس اور میڈیکل کا علم بطور گواہی زنا بالجبر کے کیس میں لایا جا سکتا ہے۔ سائنس اور طب کے رپورٹ سے اگر مجرم ثابت ہو جائے تو مجرم کو تعزیری سزا دی جائیگی۔

ہبہ کا قرائن سے ثبوت:

سوال:۔ زید نے بلا تصریح و اعلان شرع کے پچاس ہزار روپیہ عمر کو دیئے کہ اپنے لئے زمین کے اندر ایک نشست گاہ بنالو۔ عمرو نے اس روپیہ سے اپنی زمین خشت کا ایک مکان بنالیا۔ اب زید عمرو کے ورثاء سے اس رقم کا مطالبہ کرتا ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ عند اللہ و عند رسول اس رقم کی واپسی کا زید کو عمرد کے ورثاء سے حق حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ صورت مسئلہ کہ میں زید نے عمر کو جو پچاس ہزار روپیہ دیا ہے عند الشرع ہبہ ہے اگر چہ زید نے کوئی تصریح نہ کی ہو مگر ظاہرا قرینہ ہبہ پر دلالت کرتا ہے۔ اور ہبہ میں قرینہ بھی تملیک کیلیئے کافی ہے۔

جب کہ علامہ حصکفی درمختار میں رقمطراز ہے۔ **قلت فقد افاد ان التلفظ بالایجاب و القبول لاشترط بل تکفی القرائن الدالۃعلی التملیک لکن دفع الی الفقیر شیئاً وقبضہ و کم تیلفظ و احد منھما بشئی انتھیٰ (درمحتار ۷. ۵)** تو جب ہبہ متحقق ہوگیا اور عمرو وفات پا چکا ہے تو زید کو کوئی حق نہیں کہ وہ عمرو کے ورثاء سے مطالبہ کرکے اور استرداد جائز نہیں کیونکہ موت **احدالمتعاقد ین مانع رجوع عن الھبہ ہے .(درمختار ٦ ١ ٥)**

سوال:۔ زید اور خالد دو ایک مشترکہ مکان میں رہتے تھے۔ جن میں تین کمرے زید کے اور تین خالد کے ہیں اور دونوں اپنے اپنے حصے پر قابض ہے۔ اب زید کے کمرے حاکم وقت کی بغاوت کیوجہ سے نیلام ہو گئے۔ اور زید نے اپنے پیسے خالد کو اس نیلام کی خرید کیلیئے دے دئے بغیر کسی تصریح کے اور کہا کہ خرید لو۔ خالد نے وہ مکان اپنے نام خرید لیا اور پوری زندگی اس مکان میں مالکانہ تصرف کرتا رہا تو اب زید، خالد کے وفات کے بعد ان کے ورثاء سے ان مکان کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرے رقم سے خریدا گیا ہے تو کیا زید کیلیئے یہ مطالبہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں زید نے خالد کو جو روپیہ مکان خریدنے کیلیئے دیا ہے۔ اور خالد نے نیلام اپنے نام خرید لیا ہے۔ اور ساری عمر اس مکان میں مالکانہ طور پر متصرف ہے۔ پس یہ روپیہ ہبہ ہے اگر چہ تصریح نہیں کی ہے مگر ظاہری قرائن ہبہ پر دلالت کرتے ہے۔ اور خالد کی ملکیت ہے اور خالد کے وفات کے بعد زید کیلیئے رجوع عن الھبۃ جائز نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سوال۳:۔ زید ایک سرکاری ملازم تھا جب اس کو تنخواہ ملتی تو وہ سب کے سب لاکر اپنی بیوی ہندہ کو حوالہ کر دیتا تھا اور ہندہ جو چاہتی کرتی تھی اور ان کا شوہر پیسوں کے بارے میں بالکل نہیں پوچھتا تھا بلکہ حالت یہ تھی کہ زید کو جب پیسوں کی ضرورت ہوتی تو اپنی بیوی ہندہ سے مانگتا تھا اگر ہندہ نے دیا تو خرچ کیا ورنہ جب رہتا تھا پس اسی تنخواہ کے روپیہ سے ہندہ نے اپنے نام ایک مکان خرید لیا اور خرید سے وہ اس مکان پر قابض بھی رہی اور زید نے کوئی تعرض نہیں کیا یعنی اس مکان سے اب چار پانچ سال ہو گئے کہ زید وفات ہو گیا ہے تو یہ مکان جو ہندہ نے تنخواہ کے پیسوں سے خریدا ہے ہندہ کی قرار پائے گی یا زید کے باقی ورثاء بھی اس میں حصہ پاویں گے۔

الجواب:۔ اگرچہ ہبہ قرائن سے ثابت ہوتا ہے لیکن صورت مسئلہ میں کلام ہے کہ یہ ہبہ کے قرائن ہے یا نہیں۔ سو جہاں تک غور و شامل کیا گیا تو خاوند کا بیوی کو پیسہ دینا ہبہ معلوم نہیں ہوتا بلکہ بیوی کو سواپلدار سمجھتے ہے۔ اور محض اس وجہ سے اپنی ساری کمائی سپرد کر دیتا ہے۔ کہ بیوی امور خانہ داری میں ماہر اور تجربہ کار سمجھتے ہے۔ تو بیوی کو دیدینا ایک گونہ انتظام کی سہولت سمجھتے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو عورتیں سلیقہ شعار نہیں ہوتی ان کو اس طرح کے اختیارات نہیں دیتے اور اسی طرح اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو دیتی ہے تو یقیناً شوہر کا بیوی سے نہ پوچھنا اور نہ تعارف کرنا تو یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس کا مالک کر دیا ہے۔ بلکہ بیوی پر اعتماد کا نتیجہ یہ ہے کہ بے موقع صرف نہیں کرتی۔ بہرحال بیجا ہوا روپیہ سے خرید لی لہٰذا جائداد زوجہ کی ملک ہوگی۔ اور یہ روپیہ ترکہ زوجہ سے وصولی کے سوا ورثاء زید میں تقسیم ہو جائینگے جس میں خود زوجہ بھی داخل ہے۔ پس بقدر اس حصے ساقط ہو جائے گے اور بقیہ روپیہ ورثاء کے لئے وصول کیا جائے گا البتہ شوہر کو یقیناً معلوم ہو کہ یہ مکان میرے ہی روپیہ سے خریدی گئی ہے اور بیوی نے اپنی نام کی ہے۔ اس میں میرا کوئی حق نہیں تو یہ سکوت البتہ ہبہ کی دلیل ہے۔ مگر جب تک یہ احتمال باقی ہو کہ شاید شوہر کو اس کی خبر نہ ہو کہ یہ میرے رقم سے خریدی ہے یا یہ خبر ہو مگر یہ سمجھا ہو کہ اگرچہ بیوی نے اپنے نام پر خرید لی ہے۔ مگر اس کو میرے ہی سمجھتی ہے۔ اور میرے بعد میرے ورثاء کو محروم نہیں کرے گی یا اس لئے خاموش ہو گیا کہ اس کے نام ہونے سے وہ جائداد محفوظ رہے گی۔ اور میرے نام ہونے سے شاید قرضوں میں نیلام ہو جائے گی تو ان احتمالات سے ہبہ ثابت نہیں ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۹۴)

سوال نمبر۴: بروقت تقریر اور مکان تیار کرنے کے بعد بھی حاجی صاحب مرحوم نے کہا کہ یہ مکان میرے دوسرے بیوی ہندہ کے لئے بنوایا گیا ہے۔

ور اس وجہ سے حاجی صاحب نے ہندہ کا زیور فروخت کر کے چار سو روپیہ اس مکان میں لگایا تو اس مکان میں میراث جاری ہوگی۔ اور سب ورثاء میں تسلیم ہوگا یا یہ مکان ہندہ کا ہی ہوگا؟۔

الجواب:۔ اگر اس کو ہبہ مان لیا جاوے تو ہبہ اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب ہبہ کرنے والا بالکل اسی مکان کو اپنی چیزوں سے خالی کر کے موہوں کو قبضہ کرادے اگر ایسا ہوا ہے تو بعد اوقات شہود ہبہ صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔ (فی الدر المختار وتتم الهبة بالقبض الكامل ولو الموهوب مشغول لملك الواهب لا مشغولا به الى قوله فلو وهب جرابا فيه طعاما الواهب اور دارفيها

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متاع دابة علیها سرجه وسلمها کذلک لا تصح وبکله تصح) اورزیور اس میں لگانا غائب الباب القرینۃ ۔قرینہ ہبہ ہوگا مگر ہبہ میں جو شرط ہے وہ دیکھنے کے قابل ہے جب اوپر بیان ہوا پس جب تک ہبہ صحیح نہ ہوگا وہ زیور بطور احسان کے زوجہ کی طرف سے سمجھا جاوے گا۔(امداد۹۵/۳،امداد۴۲۹)

جرائم میں زخموں کے متعلق طبی جائزہ کی عدالتی حیثیت:

جرائم میں زخموں کا معاوضہ جو مجرم کی طرف سے زخمی کو دلوادیا جاتا ہے اس کی مقدار معین کرنے کے لئے واحد عدل کا قول کافی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا قول صرف ارش کی مقدار معین کرنے تک محدود ہوتا ہے بلکہ یہ معین کرنا چونکہ زخم کی نوعیت اور گہرائی وغیرہ کی تشخیص پر موقوف ہے اس لئے فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اس تشخیص میں جہاں جہاں طبیب کی رپورٹ کی ضرورت ہو وہاں طبیب سے معائنہ کرایا جائے گا اور اس کا قول اس تشخیص میں بھی حجت ہوگا اور یہ قول چونکہ خبر ہے شہادت نہیں لہٰذا اس میں شرائط شہادت بھی ضروری نہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ نتائج واحکام کے اعتبار سے زخموں اور جسمانی نقصانات کی بنیادی قسمیں تین ہیں۔

(۱)وہ زخم یا جسمانی نقصان جس کا قصاص مجرم سے لیا جاتا ہے یعنی اس کے مماثل زخم یا جسمانی نقصان مجرم کو پہنچایا جاتا ہے۔

(۲)وہ زخم وغیرہ جس کا قصاص تو نہیں لیا جاسکتا مگر اس کے معاوضہ میں مال کی کوئی خاص مقدار جو شریعت نے مقرر کی ہے زخمی کو مجرم کی طرف سے دلوائی جاتی ہے۔

(۳)وہ زخم وغیرہ کے معاوضہ کی کوئی خاص مقدار شریعت نے مقرر نہیں کی بلکہ اس مقدار کا تعین واحد عدل سے کرا کے قاضی وہی مقدار زخمی کو دلوانے کا فیصلہ کردیتا ہے۔

کتب فقہ کی تتبع اور ان میں غور وفکر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں قسموں میں جہاں جہاں فقہاء کرام نے اس جسمانی نقصان کی نوعیت کیفیت مقدار اور زخموں کی گہرائی وغیرہ کی تشخیص کے لئے طبی معائنے کی حاجت محسوس کی وہاں ایک قابل اعتماد طبیب کی رپورٹ کو حجت قرار دیا ہے۔حتیٰ کہ جس جسمانی نقصان کے نتیجے میں قصاص لازم آتا ہو اس کی تشخیص وتعیین میں بھی ایک طبیب کا قول تسلیم کیا گیا ہے چنانچہ فقہاء کرام نے صراحت کی ہے کہ اگر کسی دوسرے کے دانت کا کچھ حصہ چوڑائی میں توڑ دیا ہو تو مجرم کا بھی اتنا ہی دانت چوڑائی میں ایک مخصوص آلے کے ذریعے گھس دیا جائے گا جسے مبرد کہا جاتا ہے اور یہ فیصلہ کہ مجرم نے دانت کا کتنا حصہ توڑا تھا ایک ماہر طبیب سے کرایا جائے گا اور اس کا قول اس میں حجت ہوگا چنانچہ فتاویٰ انقرویہ،عالمگیریہ اور شامی کی عبارات اس سلسلے میں یہ ہے۔

فی الانقروية:.(الا برادلا ی ابراد السن)احتیاطاً لئلا یؤدی الی فساد اللحم وفی الکسر ینظر الیٰ المکسور مالم کم الذاهب ، فبر د منها ذالک القدر . (فتاویٰ انقرویه ص ۱۶۸ /ج ۱)

وفی الهندية وفی المنتقی اذا کسر من سن رجل طائفة منها انتظر منها حولا فاذاتم الحول ولم یتغیر فعلیه القصاص ویبر دبا المبرد ویطلب لذلک طبیب عالم ویقال له قل لنا کم ذهب منها.فان ذهب النصف یبرد من

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سن الفاعل النصف كذافي المحيط . (هنديه ص ١١/ج ٦)

قال الشامي وفي البزازية قال القاضي الامام وفي كسر بعض السن انما يبرد بالمبرد اذا كسر عن عرض وأما لو عن طول ففيه الحكومة .شر نبلا ليه وفي التاتار خانية ان كسر مُستوياً ليمكن استيفاء القصاص منه اقتص والا فعليه ارش ذالك .(ردالمحتار ص ۴٨٧/ج ٥) اور جب اعضاء انسانی کے قصاص کے بجائے ارش واجب ہوتا ہے ان میں تو ایک طبیب کی رپورٹ بدرجہ اولیٰ کافی ہوگی۔

الجواب صحيح

عظمت الله بنوی

حال مفتی دارالافتاء جامعه المركز الاسلامی پاکستان

الجواب صحيح

نعمت الله حقانی

سابق مفتی دارالافتاء جامعه المركز الاسلامی پاکستان

راقم الحروف

محمد شقیق حقانی

متخصص فی الفقه الاسلامی بجامعه المركز الا سلامی پاکستان

......☆☆☆☆☆......

حدیث نبوی ﷺ

عربی :.عن ابي اُمامة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : انا زعيم ببيت في ربض الجنة لمن ترك المراء وان كان محقاً ، وببيتٍ في وسط الجنة لمن ترك الكذب وان كان مازحاً ، وببيتٍ في اعلىالجنة لمن حسن خلقه. (رواه ابو داؤد ،باب في حسن الخلق ، رقم : ۴٨٠٠)

ترجمہ :. حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: میں اس شخص کے لئے جنت کے اطراف میں ایک گھر (دلانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود بھی جھگڑا چھوڑ دے اور اس شخص کے لئے جنت کے درمیان میں ایک گھر (دلانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں جو مذاق میں بھی جھوٹ چھوڑ دے اور اس شخص کے لئے جنت کے بلندترین درجہ میں ایک گھر (دلانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں جو اپنے اخلاق اچھے بنا لے۔ (ابوداؤد)

......☆☆☆☆☆......

© rasailojaraid.com